روزنامہ

الفضل ربوہ

ایڈیٹر: نسیم سیفی

فون ۲۴۹

رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴

جلد ۷۶/۴۱ | اتوار ۲۵ جمادی الثانی ۱۴۱۱ھ ۱۳ صلح ۱۳۷۰ ہش ۱۳ جنوری ۱۹۹۱ء | نمبر ۱۱

Digitized by Khilafat Library Rabwah

دعاؤں کا تحفہ

سیدنا حضرت مرزا طاہر احمد صاحب امام جماعت احمدیہ (الرابع) ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا ایک تازہ مکتوب۔

"لندن

۱۶-۱۲-۱۳۶۹ ہش
۱۶-۱۲-۱۹۹۰

پیارے مکرم نسیم سیفی صاحب

....

آپ کا خط محررہ ۶-۱۲-۹۰ مل گیا ہے اللہ تعالیٰ آپ کو اور آپ کے جملہ رفقاء کو بہترین صلاحیتوں کے ساتھ الفضل کے معیار کو بلند سے بلند تر کرتے چلے جانے کی توفیق دے۔ یہ بات بڑی خوشکن ہے کہ آپ نئے سے نئے لکھنے والوں کی تلاش میں رہتے ہیں اور اس طرح الفضل میں بکثرت CONTRIBUTION ہو رہی ہے (اللہ تعالیٰ اسے مزید بڑھائے) اللہ ان سب لکھنے والوں کو خواہ وہ نثر میں لکھیں یا نظمیں کہیں، غیر معمولی قلمی پختگی اور روانی عطا کرے۔ اور ان کے کلام میں ایک تاثیر پیدا فرمادے جو دلوں کو جذب کرنے کی اہلیت رکھتی ہو۔ اللہ آپ کے ساتھ ہو۔"

.....

خاکسار

(دستخط) مرزا طاہر احمد (امام جماعت احمدیہ الرابع)

دعا کریں سب مذاہب کے لوگ ایک دوسرے سے محبت اور ایک دوسرے کا احترام کریں

جلسہ سالانہ قادیان (بھارت) منعقدہ ۲۶-۲۷-۲۸ دسمبر ۱۹۹۰ء کے موقع پر حضرت امام جماعت احمدیہ کا خصوصی پیغام

پیارے شرکائے جلسہ سالانہ قادیان!

....

اللہ تعالیٰ کا بہت احسان ہے کہ اس نے آپ کو اس عظیم بابرکت اجتماع میں شرکت کی توفیق عطا فرمائی ہے جس کی بنیاد سیدنا حضرت اقدس بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ (اللہ تعالیٰ آپ پر ہمیشہ سلامتی نازل فرماتا رہے) نے ۲۷ دسمبر ۱۸۹۱ء کو اسی مقدس بستی قادیان میں رکھی تھی۔ بیان کیا جاتا ہے کہ اس پہلے جلسہ میں حاضرین کی تعداد ۷۵ تھی۔ لیکن غالباً اس تعداد میں عورتوں کو شامل نہیں کیا گیا تھا۔ اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ ان کے لئے علیحدہ انتظام ہی شروع نہ ہوا ہو۔ خدا کی تقدیر نے بعد ازاں ثابت فرما دیا کہ جس مبارک وجود نے اس جلسہ کی داغ بیل ڈالی اور اس کے چند مصاحب جو اس جلسہ میں شریک ہوئے، ان کا مقام خدا کی نظر میں بہت بلند تھا اور ان کی عاجزانہ راہیں خدا کو پسند آئیں۔ چنانچہ آج جبکہ تقریباً ایک سو سال اس پہلے جلسہ کو گزر چکے ہیں۔ اس عرصہ میں دنیا بھر میں اتنے ممالک میں جماعتیں قائم ہو چکی ہیں کہ حاضرین جلسہ کی تعداد سے ان ممالک کی تعداد کہیں زیادہ ہے اور ان میں سے ہر ملک میں ان کے سالانہ جلسوں کے شرکاء کی حاضری بھی ۷۵ سے بہت زیادہ ہوتی ہے۔ آخری جلسہ جس میں مجھے پاکستان میں شمولیت کی توفیق ملی اس ایک جلسہ میں خدا کے فضل سے ۲½ لاکھ سے زائد مرد و زن شریک تھے۔ انگلستان کے گزشتہ جلسہ میں بھی ۸ ہزار کے لگ بھگ اور جرمنی کے جلسہ میں دس ہزار سے زائد حاضری تھی۔

اسی طرح افریقہ اور یورپ اور ایشیاء کے بکثرت ایسے ممالک ہیں جن میں ہزارہا کی تعداد میں جلسوں میں شرکت کی جاتی ہے۔ پس خدا تعالیٰ کے فضل کے ساتھ

؎ بابرگ و بار ہوویں اک سے ہزار ہوویں

کا منظر دنیا میں ہر طرف دکھائی دیتا ہے

میری نصیحت آپ کو یہ ہے کہ جہاں اللہ تعالیٰ نے تعداد میں اتنی برکت دی ہے اور حضرت بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ کی اس دعا کو غیر معمولی طور پر شرف قبولیت بخشا ہے کہ "اک سے ہزار ہوویں بابرگ و بار ہوویں" وہاں ہمیشہ اس دعا کے دوسرے حصہ پر بھی آپ کی نظر رہے اور ایسے نیک اعمال بجا لائیں کہ آپ حضرت (اقدس) کی روحانی اولاد کے طور پر حضرت بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ کی نیک تمناؤں پر پورا اترنے والے ہوں اور آپ کے حق میں حضرت (اقدس) کا یہ منظوم کلام پوری شان سے صادق آئے۔

؎ اہل وقار ہوویں فخر دیار ہوویں
حق پر نثار ہوویں مولیٰ کے یار ہوویں

بیعت لدھیانہ کے ذریعہ ۱۸۸۹ء میں حضرت بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ کے مقدس ہاتھوں سے مشیتِ الٰہی نے جماعت احمدیہ کی بنیاد ڈالی۔ اس عظیم تاریخ ساز واقعہ کی یاد میں جماعت احمدیہ عالمگیر نے ۱۹۸۹ء کو سو سالہ جشنِ تشکر کے سال کے طور پر منایا۔ پس اگر پہلے جلسہ کی بنیاد کو پیشِ نظر رکھتے ہوئے جلسہ تشکر کے انعقاد کا انتظام کیا جائے تو اس کے لئے موزوں سال ۱۹۹۱ء بنے گا۔ احباب جماعت سے میں یہ درخواست کرتا ہوں کہ میری اس دلی تمنا کو بر لانے میں دعاؤں کے ذریعہ میری مدد کریں کہ ہم آئندہ سال جب قادیان میں یہ تاریخی جلسہ تشکر منعقد کر رہے ہوں تو میں بھی اس میں شریک ہو سکوں اور کثرت سے پاکستان کے احمدی احباب بھی اس میں شامل ہونے کی سعادت حاصل کریں۔

اس دعا کے ساتھ یہ دعا بھی لازم ہے کہ خدا تعالیٰ ہندوستان کو امن عطا فرمائے اور ہندوستان کے شمال و جنوب میں نفرتوں کی جو تحریکات چلائی جا رہی ہیں اور ہندوستانی بھائی اپنے ہندوستانی بھائی کے خون کا پیاسا ہو رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے یہ وحشت دور کرے اور سارے ہندوستان کو انسانیت کی اعلیٰ اقدار کے ساتھ وابستہ ہونے کی توفیق عطا فرمائے اور ہندو، مسلمانوں اور سکھوں اور پارسیوں اور دیگر مذاہب کے سب لوگوں کو اختلافِ مذہب کے باوجود ایک دوسرے سے محبت کرنے اور ایک دوسرے کا احترام کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور یہ بات سب اہلِ ہند کے دل میں جاگزیں فرمائے کہ کوئی سچا مذہب خدا کے بندوں سے نفرت کی تعلیم نہیں دیتا بلکہ مذہب کی صداقت کا نشان یہی ہے کہ بندگانِ خدا سے رحمت و شفقت کی تعلیم دے۔ یاد رکھیں کہ جو مخلوق سے محبت نہیں کرتا وہ خالق سے بھی محبت نہیں کرتا۔

پس احباب جماعت کو کثرت سے دعائیں کرنی چاہئیں کہ اللہ تعالیٰ ہندوستان کو اور اسی طرح باقی دنیا کو بھی امن نصیب فرمائے۔ قیامِ امن کے سلسلہ میں جماعت احمدیہ عالمگیر کو میں پہلے ہی بارہا نصیحت کر چکا ہوں۔ اب خصوصیت سے ہندوستان کی جماعتوں کو اس طرف متوجہ کر رہا ہوں آئندہ سال کے تاریخی جلسہ کے انعقاد کو پیشِ نظر رکھتے ہوئے پہلے سے بھی بڑھ کر ہندوستان کے لئے اور اپنی قوم کے لئے امن کیلئے دعائیں بھی کریں اور کوشش بھی۔ خدا تعالیٰ آپ سب کا حامی و ناصر ہو۔ آپ کو ہر قسم کی مشکلات اور مصائب سے نجات بخشے۔ ہر قسم کے خطرات سے بچائے۔ یہ دن جو آپ قادیان گزارنے کے لئے آئے ہیں ان کا ہر لمحہ مبارک کرے۔ روحانی فیوض سے آپ کے دامن بھر دے اور روحانی دولت سے مالا مال ہو کر آپ خیر و عافیت سے اپنے وطن اور گھروں کو لوٹیں اور جو فیض آپ نے یہاں سے پایا ہے۔ اسے دوسروں تک بھی پہنچانے کی سعادت حاصل کریں۔

.....

خاکسار
(دستخط) مرزا طاہر احمد
امام جماعت احمدیہ الرابع

Digitized by Khilafat Library Rabwah

روزنامہ الفضل ربوہ

پبلشر: آغا سیف اللہ ، پرنٹر: قاضی منیر احمد
مطبع: ضیاء الاسلام پریس ۔ ربوہ
مقام اشاعت: دار النصر غربی ۔ ربوہ

قیمت
ایک روپیہ پچاس پیسے

۱۳۔ صلح ۱۳۷۰ ہش ۱۳۔ جنوری ۱۹۹۱ء

خُلق کا صحیح استعمال

بعض لوگ سمجھتے ہیں کہ با اخلاق ہونے کا مطلب یہ ہے کہ انسان اونچی آواز کبھی نہ نکالے۔ کسی کو کبھی سختی سے کوئی بات نہ کہی جائے۔ کسی سے ناراض نہ ہوا جائے ۔ اور زندگی یوں گزاری جائے کہ تمام لوگ "اچھا اچھا" ہی کہیں ۔ اوّل تو اس طرح کرنا مشکل ہے ۔ انسان انسان ہے اور اس کے جذبات کو کنٹرول تو کیا جا سکتا ہے۔ لیکن انہیں بالکل ختم کر دینا ممکن نہیں ۔ اور اگر ختم بھی کیا جا سکے تو اس کے ساتھ ہی اس کی انسانیت کو ختم کر دینا ہو گا۔

با اخلاق ہونے کے متعلق حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ فرماتے ہیں:

"خُلق سے مراد یہ ہے کہ اندرونی قویٰ کو اپنے اپنے مناسب مقام پر استعمال کیا جائے ۔ جہاں شجاعت دکھانے کا موقعہ ہو وہاں شجاعت دکھاوے ۔ جہاں صبر دکھانا ہے وہاں صبر دکھائے ۔ جہاں انتقام چاہیئے وہاں انتقام لے ۔ جہاں سخاوت چاہیئے وہاں سخاوت کرے ۔ یعنی ہر ایک محل پر ہر ایک قویٰ کو استعمال کرے نہ گھٹایا جائے نہ بڑھایا جائے ۔ یہاں تک کہ عقل اور غضب بھی جہاں تک اس سے نیکی پر استقامت کی جاوے ۔ خُلق ہی میں داخل ہے ۔ اور صرف ظاہری حواس کا نام ہی حواس نہیں ہے بلکہ انسان کے اندر بھی ایک قسم کے حواس ہوتے ہیں ۔ ظاہری حواس تو حیوانوں میں بھی ہوتے ہیں۔"

حقیقت یہ ہے انسان کے اچھا یا بُرے ہونے کا پتہ بھی اسی سے چل سکتا ہے کہ وہ اپنے قویٰ کو کس طرح استعمال کرتا ہے اور جتنا جتنا وہ انہیں حالات کے مطابق استعمال کرے گا اتنا اتنا ہی وہ خود اور اس کا ماحول اس سے حقیقی معنوں میں مستفید ہونگے ۔ نہ نرمی سے چیزیں بگڑیں اور نہ سختی سے ٹوٹیں نہ دوسروں کو اتنا موقعہ دیں کہ وہ آپ پر چڑھ آئیں ۔ نہ اتنی سختی کریں کہ پھر حالات قابو میں ہی نہ لائے جا سکیں ۔

فیصلہ کرنے کی اہلیّت بھی ہونی چاہیئے اور قوّت بھی ۔ مقصد یہ ہے کہ انسان معاملات کو سمجھتا بھی ہو تاکہ وہ یہ بھی جان سکے کہ کس قسم کے فیصلے کی ضرورت ہے اور اس میں قوّت بھی ہونی چاہیئے کہ یہ سمجھتے ہوئے کہ کیا فیصلہ کیا جانا چاہیئے وہ فیصلہ کر بھی سکے ۔ یہی خُلق کا صحیح استعمال ہے اور اسی قسم کے استعمال سے انسان با اخلاق کہلا سکتا ہے ورنہ تو اس کے سارے اعمال غیر ارادی ہونگے اور اسے ان کا کوئی کریڈٹ نہیں مل سکے گا۔

آپ کن راستوں پہ چل نکلے
دھول سے اَٹ گیا ہے آپ کا سَر
آ گیا ہے نظر میں دُھندلا پَن
شام کی ہے نہ صبح کی ہے خبر

ابوالاقبال

زندگی

اے اسیرِ مشکلاتِ پیچ و تابِ زندگی
آ بتاؤں تجھ کو مَیں تعبیرِ خوابِ زندگی

عالمِ ظاہر کے پیچھے ایک عالم اور ہے
زندگی ہے درحقیقت اِک نقابِ زندگی

فلسفہ حائل ہے اس کی رفعتِ پرواز میں
عشق کے پَر ہوں تو اُڑتا ہے عقابِ زندگی

گر حریمِ قدس سے یہ روح نامحرم رہی
تا ابد پیچھا نہ چھوڑے گا عِقابِ زندگی

عِلم و دانش سے جمالِ زندگی مستور ہے
عشق پیدا کر کہ اُٹھ جائے حجابِ زندگی

تُو نہ سمجھا ہے نہ سمجھے گا کبھی اَے فلسفی
چھیڑتے ہیں کس طرح تارِ رُبابِ زندگی

آگے پیچھے دوڑتے ہیں نفع و خُسر و عُسر و یُسر
گاہ خنداں گاہ گریاں ہے سحابِ زندگی

دیکھتے ہی دیکھتے ہر نقش جاتا ہے بدل
ٹوٹنے بننے میں رہتا ہے حبابِ زندگی

زاہدا تو انتظارِ جنّتِ فردا میں ہے
مل رہا ہے نقدیاں اجر و ثوابِ زندگی

اس کی آب و تاب سے بینا بھی نابینا ہوئے
ہائے کیا ظالم ہے یہ موجِ سرابِ زندگی

بارگاہِ ایزدی میں تو اگر مقبول ہے
رُوح پرور کیف آور ہے شرابِ زندگی

خوابِ غفلت میں ہی اپنی عمر ساری کٹ گئی
صاف ہے اے محتسب اپنا حسابِ زندگی

روشنی میں تو پہنچ جا منزلِ مقصود تک
اے مسافر ڈھل رہا ہے آفتابِ زندگی

اے ظفرؔ اس رمز سے اکثر بشر ہیں بے خبر
طاعت و تقویٰ میں ہے حُسن و شبابِ زندگی

ظفر محمد ظفرؔ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مولانا غلام باری سیف

باب العلم ــ حضرت علیؓ

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عم زاد نوعمروں میں سب سے پہلے اسلام لانے والے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جنہیں اپنی دامادی کا شرف عطا فرمایا۔ جن کی پرورش آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر میں ہوئی۔ ان کے والد محترم حضرت ابو طالب کو عبدالمطلب کی وفات کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی کفالت نصیب ہوئی۔ ابن عبد اللہ (اندلس) کے بیان کے مطابق آپؓ کی ولادت بیت المقدس میں ہوئی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حضرت خدیجہ کے بعد آپ کو نماز کی ادائیگی کی توفیق ملی۔ اکثر غزوات میں اسلامی علم آپؓ کے سپرد ہوتا۔ ہر غزوہ میں آپ ثابت قدم رہے۔ اس دنیا میں ہی آپؓ کو جنت کی خوشخبری دی گئی۔ خلافت راشدہ کی قبا آپؓ کو پہنائی گئی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال پر غسل دینے کا موقعہ آپؓ کو ملا۔ لحد میں جسدِ مبارک آپؓ نے اتارا۔

مکہ سے ہجرت کے وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بستر پر لیٹنے کی سعادت آپؓ کو حاصل ہوئی۔ آپؓ حضرت ابو طالب کے سب سے چھوٹے بیٹے تھے۔ جعفر آپ سے دس سال بڑے تھے۔ تینوں بھائیوں (یعنی جعفر عقیل اور طالب) میں دس دس سال کا وقفہ تھا۔ حضرت علیؓ کی والدہ کا نام فاطمہ تھا۔ جو حضرت ابو طالب کی عم زاد تھیں۔ اس طرح علیؓ ہاشمی الاصل ٹھہرے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جب اپنی لختِ جگر حضرت فاطمہؓ کو آپ کے عقد میں دیا۔ تو فرمایا "بیٹی! تمہارا رفیق حیات دنیا اور آخرت کا سردار صاحب علم وحلم ہے۔ خیبر کے روز آپؐ نے فرمایا کل میں اس کو جھنڈا دوں گا جو خدا اور اس کے رسولؐ سے محبت کرنے والا اور خدا اور اس کا رسولؐ اس سے محبت کرنے والے ہیں۔ یہاں میں یہ عرض کرنا ضروری سمجھتا ہوں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم جب کسی صحابی کی کوئی فضیلت بیان فرمائیں تو اس کا یہ مفہوم ہوتا ہے کہ ان میں یہ وصف ضرور پایا جاتا ہے اس کے یہ معنے ہرگز نہیں ہوتے کہ دوسروں میں یہ وصف نہیں پایا جاتا۔

علیؓ باب العلم

ایک موقعہ پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں علم کا شہر ہوں اور علیؓ اس کا دروازہ ہے۔ حضرت عمرؓ فرمایا کرتے۔ علیؓ قضا میں سب سے بڑھ کر ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جب حضرت علیؓ کو یمن کا قاضی بنا کر بھیجا تو حضرت علیؓ نے عرض کیا حضور! میں کیا جانوں قضا؟ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علیؓ کے سینہ پر اپنا دست مبارک رکھا اور فرمایا اللہ! اُن کی راہ نمائی فرمانا۔ ان کی زبان سے دُرست فیصلہ ہی صادر ہو" حضرت علیؓ کہتے ہیں۔ بخدا! اس کے بعد مجھے کبھی کسی فیصلہ میں اشتباہ نہیں ہُوا۔

آپؓ فرمایا کرتے قرآن کے نزول کے بارہ میں مجھ سے دریافت کرو۔ بخدا مجھے علم ہے کس وقت اور کہاں وہ آیت نازل ہوئی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں جمع قرآن کا فریضہ جن کے سپرد ہوا۔ آپؓ بھی ان میں سے تھے۔

آپؓ کے اوصاف

امیر معاویہؓ نے آپؓ کی وفات پر کہا: ابن ابی طالبؓ کی وفات سے فقہ اور علم رخصت ہُوا۔ آپؓ کے امتیازی اوصاف زہد، سادگی، خدا کا تقویٰ۔ اس کی خشیت فصاحت و بلاغت علم اور اعلیٰ فہم تھے۔

ابو قیس کہتے ہیں دیندار لوگ علیؓ سے محبت کرتے ہیں اور دنیا دار معاویہؓ سے حسن بصریؒ کہتے ہیں:۔ بخدا علیؓ۔ خدائی قوس کے نشانہ پر لگنے والے تیر تھے اور اس اُمت کے ربانی عالم۔

اُم المومنین حضرت عائشہؓ نے آپؓ کے وصال کی خبر سنی تو فرمایا:۔

"اب عرب جو چاہیں کریں۔ کوئی انہیں روکنے والا نہیں رہا"

طاؤس تابعی نے ایک روز حضرت ابن عباسؓ سے چاروں خلفاء کے بارہ میں تبصرہ کرنے کے لئے کہا تو آپ نے فرمایا بخدا

- ابوبکرؓ سرتاپا بھلائی اور خیر تھے۔
- عمرؓ دانا اور زیرک تھے۔ آپؓ اس خبردار پرندہ کی طرح تھے جسے علم ہو کہ کہاں جال بچھا ہے۔
- عثمانؓ۔ عابد۔ زاہد شخص تھے، اور
- علیؓ میں بُردباری اور علم بھرا ہُوا تھا۔

ضرار کا بیان

ایک روز معاویہؓ نے ضرارؓ صحابی سے کہا حضرت علیؓ کا وصف بیان کرو۔ اُن کے اصرار پر حضرت ضرار نے جو کہا۔ اسے اسماء الرجال کی کتابوں نے محفوظ کیا ہے اُنہوں نے فرمایا:۔

"علیؓ معاملہ فہم، اعلیٰ قوتوں کے مالک واضح کلام کرنے والے۔ انصاف سے فیصلہ کرنے والے۔ علم سے پُر۔ حکمت کے مصدر۔ دنیا اور اس کی زخرفات سے گریزاں۔ رات کی تاریکی سے مانوس۔ گہری غور و فکر کے حامل۔ ہاتھ کو پلٹتے اور اپنے نفس کو مخاطب کرتے۔ لباس مختصر اور غذا سادہ پسند تھی۔ آپ ہماری مانند تھے۔ جب آپ کی خدمت میں حاضر ہوتے تو آپ قریب کرتے ہم کوئی مطالبہ کرتے تو آپ قبول فرماتے۔ باوجود آپ کے قُرب کے ہم آپ کے رُعب وہیبت کی وجہ سے کلام نہ کرتے۔ اگر آپ تبسم فرماتے تو دندان مبارک موتیوں کی مانند نظر آتے۔ دینداروں، مساکین کی عزت کرتے۔ اپنی طاقت و قوت کی وجہ سے کوئی شخص آپ سے غلط فیصلہ نہ کروا سکتا اور کوئی ضعیف آپ کے عدل سے نا اُمید نہ لوٹتا۔ مَیں خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں۔ مَیں نے رات کی تنہائیوں میں دیکھا۔ علیؓ محراب کے اندر اپنی داڑھی پکڑ کر یوں بے چین ہوتے جیسے عقرب زدہ انسان۔ آپ کا اس وقت کا رونا مجھے آج بھی یاد ہے۔ آپ فرماتے اے ہمارے پروردگار! اے ہمارے ربّ! عاجزی سے اُسے پکارتے اور دنیا کو مخاطب ہو کر کہتے۔ دور ہو جا! ہٹ جا! مجھے دھوکا دینا چاہتی ہے۔ جا کسی دوسرے کو پھسلا اور دھوکا دے۔ میں تجھے تین طلاقیں دے چکا ہوں۔ تیری عمر کوتاہ ہے اور مجلس حقیر۔ آہ! سفر کتنا دُور ہے۔ زاد راہ کتنا کم اور راستہ کتنا خوفناک ہے۔ ضرارؓ کا یہ بیان سُنا تو معاویہؓ کے آنسو اس کی داڑھی پر گرنے لگے۔ اپنی آستین سے آنسو پونچھتے ہوئے کہنے لگا۔ یقیناً ابوالحسن ایسے ہی تھے۔ مجلس کا یہ حال تھا کہ سبھی رو رہے تھے۔

حضور کی نصیحت

حافظ ابو نعیم اسفہانی نے اپنی کتاب "حلیتہ الاولیاء" میں آپ کے حالات رقم کرنے سے قبل آپ کے چوبیس وصف گنائے ہیں اُن میں سے ایک یہ ہے "باب مدینۃ العلم و العلوم"۔ کہ "علم و علوم کے شہر کا دروازہ" آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمودہ بعض احادیث لکھ کر آپ تلوار کی میان میں سنبھال کر رکھتے۔ ایک موقعہ پر آپ نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی یا رسول اللہ مجھے کوئی نصیحت فرمائیے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

"یہ کہو میرا رب اللہ ہے۔ پھر اس پر استقامت اختیار کرو"

حضرت علیؓ نے سنا تو کہا

"میرا رب اللہ ہے۔ مجھے کوئی توفیق نہیں بجز اس کی عطا کے اس پر میرا توکل ہے اور اس کے حضور میں جھکتا ہوں"

حضرت علیؓ کی ساری زندگی اس نصیحت اور اس اقرار کا اظہار ہے۔ آج کے مضمون میں میرا مقصود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد کی تشریح ہے کہ "میں علم کا شہر ہوں اور علی اس کا دروازہ ہے"۔ اس بارہ میں چند واقعات ہدیہ ناظرین کرتا ہوں۔

خدا کیا ہے

ایک مرتبہ آپ کی خدمت میں ایک وفد آیا اس نے کہا۔ "اپنے خُدا کے بارہ میں فرمائیے وہ آسمانوں میں کس طرح ہے؟" "کیسے ہے؟ کب سے ہے؟" "کس چیز پر متمکن ہے؟" حضرت علیؓ سیدھے ہو کر بیٹھ گئے اور فرمایا۔ سنو! اس کے بعد کسی سے یہ سوال پوچھنے کی تمہیں ضرورت نہ ہو گی۔

"میرا خدا عزّوجل اوّل ہے۔ اپنے ظہور کے لئے کسی کا محتاج نہیں تھا۔ وہ ایک حقیقت ہے، وہم وخیال نہیں۔ وہ قریب ہے دور نہیں۔ یہ نہیں کہ وہ کسی وقت نہ تھا۔ پھر عالم وجود میں آیا۔ وہ قدیم ہے۔ حادث نہیں۔ وہ اس سے بالا ہے کہ اس کی کیفیت بیان کی جائے۔ کہ وہ کیسے تھا۔ وہ ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہے گا۔ ایام و زمان کی گردش اور حالات کا تغیّر اس پر اثر انداز نہیں۔ اُسے کسی شے سے تشبیہ نہیں دی جاسکتی اور زبانوں کی فصاحت اُس کی نعت بیان نہیں کر سکتی۔ جو دوسری اشیاء جیسا نہ ہو اُسے کہا جا سکتا ہے وہ اُن سے الگ اور ممتاز ہے۔ اس کی کیفیت بیان نہیں کی جاسکتی وہ شاہ رگ سے بھی قریب تر ہے اور مماثلت میں ہر بعید سے بعید تر ہے اپنے بندوں کا کوئی قول و عمل اور حرکت اس

Digitized by Khilafat Library Rabwah

سے مخفی نہیں ۔ نہ رات کی تاریکی میں نہ چاند کی چاندنی میں ۔ نہ سورج کی روشنی میں ۔ خواہ سورج چاند طلوع ہوں یا غروب ۔ دن آئے یا رات چھائے ۔ عالم تکوین کی ہر شے کا وہ احاطہ کئے ہوئے ہے ۔ ہر مکان، زمان اور لحظہ کی مدت اور انتہاء کو وہ جانتا ہے ۔ مدت اور تحدید کی نسبت، مخلوق کی نسبت تو کی جاسکتی ہے ۔ اس کی نسبت نہیں ۔ اس سے

علیہ وسلم سے دین کے ارکان کے بارہ میں تو کچھ سُنا ہوگا ۔ آپ نے اثبات میں جواب دیا اور فرمایا " دین کی بُنیاد چار باتوں پر ہے ۔ صبر ۔ یقین ۔ جہاد اور عدل پر ۔

پھر صبر کے چار شعبے ہیں ۔ شوق ۔ شفقت ۔ زہد اور ترقب ۔ فرمایا جو جنّت کا مشتاق ہوگا وہ خواہشات کو بھُول جائے گا اور جو آگ سے ڈرا وہ خدا کی حرمات سے باز رہے گا اور جو دُنیا میں رغبت کرے گا ۔ مصائب کا شکار ہوگا اور جو موت پر نگاہ رکھے گا نیکیوں میں جلدی کرے گا ۔

فرمایا یقین کے بھی چار شعبے ہیں ۔ ذہانت اور ذکاوت سے پُر بصیرت، حکمت ۔ عبرت ۔ فرمایا جو عبرت حاصل کرتا ہے وہ سُنّت کی پیروی کرتا ہے اور جو سنّت کی پیروی کرتا ہے اُس کا شمار اوّلین میں ہوگا ۔

جہاد کی بھی چار شاخیں ہیں ۔ نیکی کی تلقین اور بُرائی سے روکنا ۔ ابتلا اور جنگوں میں ثابت قدم رہنا ۔ فاسقوں سے نفرت ۔ جس نے نیکی کی تلقین کی اس نے مومنوں کی کمر کو مضبوط کیا اور جس نے بُرائی سے منع کیا اُس نے منافقوں کو ذلت پہنچائی ۔ اور جو معرکوں میں ثابت قدم رہا اُس نے حق ادا کیا اور دین کی حفاظت کی اور جس نے فاسقوں سے نفرت کی اس نے خدا کے لئے ناراضگی کا اظہار کیا ۔ اور جو خدا کے لئے ناراضگی کا اظہار کرتا ہے ۔ اللہ اس کی خاطر ناراض ہوتا ہے ۔

عدل و انصاف کے بھی چار شعبے ہیں ۔ گہرا فہم ۔ علم کا حُسن ۔ حکمت کے راستے ۔ علم کی شادابی ۔ جس نے فہم کی گہرائی حاصل کی اس نے علم کی تفصیل حاصل کی اور جس نے علم کی زینت اور اس کے حُسن کا ادراک کیا ۔ وہ حلم کے باغ میں داخل ہُوا اور جو حلم کے باغیچہ میں داخل ہُوا وہ افراط سے بچ گیا اور راحت و سکون سے پُر معاشرہ کا باسی بنا ۔

پانچ باتیں

ایک بار فرمایا ۔ پانچ باتیں ذہن نشین کرلو ۔ اگر دُور دراز کے سفر کرو گے ۔ تو بھی شاید ایسی حکمت کی باتیں تمہیں مُیسّر نہ ہوں ۔ بندہ صرف اپنے خدا سے اُمید رکھے اور اپنے گناہ سے ڈرے ۔ جو بات نہ جانتے ہو اس کے پوچھنے سے نہ شرمائیے ۔ کہ کہہ دے مجھے علم پہلے کُچھ نہ تھا ۔ ہر تخلیق اس نے کی ۔ تصویر کشی اس نے کی اور بہت خوب کی ۔ اپنی رفعت میں وہ یگانہ ہے ۔ جو چاہے کرتا ہے ۔ اس پر کوئی قدغن نہیں ۔ مخلوق میں سے کسی سے کوئی فائدہ حاصل نہیں کرتا ۔ وہ پکارنے والوں کی مدد کو جلد پہنچتا ہے ۔ زمین و آسمان میں ملائک اس کی اطاعت میں جُتے ہوئے ہیں ۔ زندوں کا اسے جس طرح علم ہے ۔ اسی طرح مرنے والوں کا بھی ہے ۔ جس طرح زمین کی اتھاہ گہرائیوں کی ہر شے کا علم ہے اسی طرح آسمان کی بلندیوں میں جو کچھ ہے اس کا علم ہے ۔ ہر چیز کا اسے علم ہے ۔ اگرچہ آوازیں، لہجے اور زبانیں لوگوں کی مختلف ہیں ۔ مختلف آوازوں کو سننے والا ہے ۔ بغیر اعضاء کے اس کا وجود ہے ۔ وہ مدبّر ہے ۔ بصیر ہے ۔ تمام امور کا عالم ہے ۔ زندہ ہے، قائم بالذات ہے ۔ دوسروں کو قائم رکھنے والا ہے ۔ وہ پاک ہے ۔ اس نے موسیٰؑ سے بغیر اعضاء اور جوارح کے بغیر ہونٹوں اور گلے کے کلام کیا ۔ وہ پاک اور بلند ہے ۔ اس سے کہ اُس کی صفات کا سراپا بیان کیا جائے ۔ جو یہ سمجھتا ہے ۔ کہ ہمارے معبُود کی حدو بست بیان کی جاسکتی ہے اس نے ہمارے خالق اور معبُود کو سمجھا ہی نہیں ۔ جو یہ سمجھتا ہے کہ وہ کسی مکان میں محدود ہے تو وہ حیران اور ششدر ہوگا ۔ حقیقت یہ ہے کہ اُس نے ہر جگہ کا احاطہ کیا ہُوا ہے ۔ تکلّف اور بناوٹ سے کام لینے والے اگر رحمان کے وصف کے بیان میں تو سچّا ہے تو میرے سامنے جبرئیل ۔ میکائیل اور اسرافیل کی ہی کچھ حقیقت بیان کر ۔ دُور ہو دُور اگر تو کر سکتا ہے ۔ کیا تو عالم تکوین کے رب کی حفاظت کا احاطہ کرنا چاہتا ہے ۔ یہ کیسے ممکن ہے کہ تُو اس کی حقیقت جان سکے ۔ جسے نہ اونگھ آتی ہے نہ نیند ۔ جو کچھ زمینوں اور آسمانوں میں ہے، سب اُس کا ہے اور عرش عظیم کا رب بھی وہی ہے " (حلیۃ الاولیاء صد ۷۲، ۷۳)

یہاں میں یہ عرض کرنا بھی ضروری سمجھتا ہوں کہ :

حضرت علی رضی اللہ عنہ کی فصاحت مسلّم تھی اور اس کا اصل لُطف آپ کی عبارت میں ہی ہے ۔ دُوسری کوئی زبان اُس فصاحت کو سمو نہیں سکتی ۔

بناءِ دین

ایک بار خزاء قبیلہ کا ایک شخص آیا ۔ اور عرض کی " علیؓ ! آپ نے نبی اکرم صلی اللہ نہیں ۔ صبر کا ایمان میں وہی درجہ ہے جو جسم میں سر کا ۔ جس میں صبر نہیں اس کا ایمان ہی نہیں ۔

مجھے خدشہ ہے

ایک موقعہ پر آپ نے فرمایا ۔ مجھے سب سے زیادہ جس بات کا خدشہ ہے وہ ہے خواہشات کی غلامی اور لمبی چوڑی اُمیدیں ۔ خواہشات کی غلامی حق و صداقت سے روکتی ہے ۔ اور لمبی چوڑی اُمیدیں آخرت بھلا دیتی ہیں ۔ سنو! دنیا پشت پھیر کر جارہی ہے اور آخرت آرہی ہے ۔ دُنیا اور آخرت دونوں کے فرزند ہیں ۔ تم آخرت کے فرزند بنو نہ کہ " ابناء الدنیا " آج عمل کرنے کا وقت ہے ۔ حساب کا نہیں اور کل حساب کا وقت ہوگا عمل کا نہیں ۔

خیر کیا ہے

فرمایا بھلائی اور بہتری یہ نہیں کہ تیرا مال اور اولاد کثیر ہو ۔ بھلائی یہ ہے کہ تیرا علم کثیر ہو اور حلم عظیم اور یہ کہ تُو نے اپنے رب کی عبادت اچھی کی تو شکر کر کہ تجھے اس کی توفیق نصیب ہوئی اگر عبادت میں کسر رہ گئی تو استغفار کر ۔

دنیا میں بھلائی صرف دو آدمیوں کو حاصل ہوئی ۔ ایک وہ جس سے گناہ سرزد ہُوا پھر اس نے اُس کی تلافی توبہ سے کی اور دوسرا وہ جس نے نیکی کے کاموں میں جلدی کی ۔

فقیہہ کون ہے

فرمایا سنو! حقیقی فقیہہ وہ ہے ۔ جو لوگوں کو خُدا کی رحمت سے نااُمید اور خدا کے عذاب سے بے خوف نہیں کرتا ۔ گناہوں کو چُھٹی نہیں دیتا کہ جو چاہو کرو ۔ جو قرآن کے علاوہ کسی اور میں رغبت

○

ہے وفا کی جیت یہ اور پیار کا احسان ہے
جو گریزاں تھا کبھی مجھ سے وہ اب مہمان ہے

تجھ پہ کر دُونگا نچھاور اپنی ساری زندگی
تیرے دیوانے کا تجھ سے عہد ہے پیمان ہے

میری حالت پہ جو ہنستا تھا کبھی میرا رقیب
آج خوش بختی پہ میری وہ بڑا حیران ہے

جو بھی اسکے پاس تھا وہ کر چکا صرفِ حسد
اب رقیب رُوسیہ کے پاس کیا سامان ہے

پیار تھا ہم کو تو اُس کی بے رُخی سے بھی ندیم
مائلِ لُطف و کرم ہے وہ تو دل قربان ہے

انور ندیم علوی

○

آپس میں تحائف کا تبادلہ کیا کرو ۔ کیونکہ تحفہ دلوں سے کینے کو دُور کرتا ہے ۔

دلاتا ہے ۔

اس عبادت کا کوئی فائدہ نہیں ۔ جس کا علم نہیں اور اس علم میں بھلائی نہیں جس کا فہم نہیں اور اُس قرآن میں خیر نہیں جس پر تدبّر نہیں ۔

علم کے چشمے

ایک موقعہ پر آپ نے لوگوں سے مخاطب ہو کر فرمایا ۔
علم کے چشمے بنو اور راتوں کے چراغ ۔ کپڑے پرانے ہوں تو دل نئے ہوں ۔ ایسا کرو گے ۔ تو آسمانوں میں تمہارا چرچا ہوگا اور زمین پر ذکر ۔

(ہفت روزہ " لاہور " سے)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

شذرات ـــــــ نون سین

اسرائیل میں مزید لاکھوں لاکھ یہودی

اگر کسی ملک میں اس کی کل آبادی کا ۱/۴ حصہ مزید کہیں سے لاکر بسا دیا جائے تو اس ملک کا کیا حال ہوگا۔ یہی کچھ اسرائیل میں کیا جارہا ہے۔ وہاں ایک ایک رات میں چودہ چودہ مسافر بردار جیٹ تل ابیب میں تقریباً ۳ ہزار روسی یہودیوں کو لے کر آتے ہیں۔ یہ یہودی وارسا اور بوڈاپسٹ سے ہوتے ہوئے اپنے نئے گھر پہنچتے ہیں تھکے ماندے اور راستے میں کسی غیر سے بات نہ کر سکنے کے قابل۔ اس لئے کہ وہ انگریزی کا ایک لفظ بھی نہیں جانتے۔ جب اسرائیل میں پہنچتے ہیں تو کہا جاتا ہے کہ جس حال میں انہیں سب سے پہلے اتارا جاتا ہے وہاں کی بدبو سڑی ہوئی گوبھی کی طرح ہوتی ہے یا یوں لگتا ہے کہ ہزاروں لوگ اپنے گندے منہ سے جسموں کے ساتھ یہاں آگئے ہیں اور ان کا سامان بھی جس میں کتابیں، بستر، طوطے اور پکانے کے برتن شامل ہوتے ہیں موجود ہوتے ہیں۔ یوں لگتا ہے کہ یہودیوں کی اس ہجرت کی مثال ہے جو انہیں ۱۴۹۲ء میں کرنی پڑی تھی جب انہیں سپین سے نکالا گیا تھا۔ اس وقت بھی ان کی یہی کیفیت تھی کہ ہزاروں ہزار اپنے اپنے رنگ میں مہاجر بن کر سپین چھوڑ رہے تھے۔ اب جب وہ تل ابیب میں پہنچتے ہیں تو اپنی ناواقفیت کی بناء پر عجیب عجیب سوال کرتے ہیں اور مقامی لوگوں کو یوں محسوس ہوتا ہے کہ یہ انتہائی اجنبی لوگ آکر ان کی زندگیوں کو منتشر کر رہے ہیں۔ بعض ان میں سے کسی جنگ کے متعلق پوچھتے ہیں کہ کیا وہاں جنگ ہو رہی ہے۔ بعض کچھ اور باتوں کے متعلق واقفیت حاصل کرنا چاہتے ہیں۔

ان جہازوں میں لائے جانے والے یہودی جب راستے میں کہیں ٹھہرتے ہیں تو ان کے لئے سب سے بڑی مشکل یہ ہوتی ہے کہ انگریزی زبان سے بالکل ناواقف ہونے کی وجہ سے وہ کسی سے بات نہیں کر سکتے۔ یہودی ایجنسی جو ان یہودیوں کو روس سے اسرائیل پہنچانے کی ذمہ دار ہے کا خیال ہے کہ آئندہ تین سالوں میں دس لاکھ یہودی اسرائیل میں بسائے جائیں گے۔ ان کے لئے دو مشکلات تو ظاہر و باہر ہیں

ایک تو یہ کہ انہیں رہنے کے لئے جگہ کہاں سے مہیا کی جائے اور دوسرے یہ کہ یہ سب لوگ لکھے پڑھے ہیں اور لکھوں پڑھوں والا کام کرتے آئے ہیں یہاں جتنے لکھے پڑھے لوگوں کے کام ہیں ان پر لوگ پہلے سے موجود ہیں۔ اب ان کو کہاں کھپایا جائے۔ لوگوں کے ذہن میں اب یہ بات نہیں ہے کہ کچھ لوگ کسی دوسرے ملک سے نقل مکانی کر کے اسرائیل میں آرہے ہیں۔ بلکہ یوں لگتا ہے کہ قوم کی قوم ایک علاقے کو چھوڑ کر دوسرے علاقے میں جا کر بسنا چاہتی ہے۔ کچھ لوگوں کو اس میں فائدے بھی نظر آتے ہیں۔ تعداد بڑھے گی طاقت بڑھے گی۔ پیداوار بڑھے گی اور ایسی ہی دیگر چیزیں لیکن جو لوگ گہری سوچ رکھتے ہیں وہ پریشان ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ اسرائیل تو پہلے ہی قرض کے نیچے دبا ہوا ہے اور اکثر قرض کا حصہ اس کے حفاظتی انتظامات پر خرچ ہو رہا ہے۔ زندگی کی عام ضروریات کے لئے تو اقتصادیات کی کیفیت کچھ زیادہ تسلی بخش نہیں ہے۔ جہاں تک نوکروں کا تعلق ہے کہا جاتا ہے کہ نیوکلیئر سائنسدان بھی اپنی تعلیم کے مطابق نوکری نہ حاصل کرنے کی وجہ سے ہائی سکولوں میں بطور استاد کام کر رہے ہیں اور آنکھوں کے ماہرین کو دیکھا گیا ہے کہ وہ ہسپتال میں قلی کا کام سرانجام دے رہے ہیں اور بعض ان میں سے تو اس سے بھی کم اہمیت کے کاموں پر متعین ہیں۔ ایک اور عجیب بات بھی سننے میں آرہی ہے اور وہ یہ کہ جب ان روس سے آنے والوں سے کہا جاتا ہے کہ آپ کو تو یہاں کی زبان بالکل نہیں آتی۔ نہیں معلوم آپ کتنا وقت لگا کر زبان سیکھیں گے تو نئے آنے والے جواب دیتے ہیں کہ ہمیں تو اس بات نے کبھی پریشان نہیں کیا کیونکہ ہمارا خیال ہے کہ عنقریب یہاں بھی روسی زبان ہی بولی جائے گی۔ یعنی ہم سب چاہے نئے آنے والے ہوں یا پرانے اسرائیل میں بسنے والے لوگ سب کے سب روسی زبان ہی بولا کریں گے۔

اپنے بچوں کو نماز کا عادی بنائیں

دلچسپ بات

صالحہ بلال حسین نے ایک نہایت دلچسپ بات بتائی ہے وہ کہتی ہیں کہ جہاں تک ڈاکٹری اصطلاحات کا تعلق ہے یہ بھی ایسے لوگوں کے ہتھے چڑھ کر جنہیں انکا کچھ علم نہ ہو اور وہ اسی طرح انہیں دہرانا چاہتے ہوں عجیب سے عجیب تر بن جاتی ہیں۔ مثلاً انکی ایک بڑی بچی کی طرف سے انہیں اطلاع ملی کہ وہ اپنی آنکھوں کا علاج کروانا چاہتی ہیں اور اس علاج کے سلسلے میں ڈاکٹر صاحبان گیزر استعمال کر رہے ہیں۔ صالحہ حسین حیران ہوئیں کہ آنکھ کا علاج اور گیزر۔ آنکھ میں گیزر کیسے ڈالا جائے گا۔ کیونکہ انہوں نے یہی کہا تھا کہ انکی آنکھ میں گیزر ڈال کر علاج کیا جائے گا۔ وہ کہتی ہیں کہ میں بھاگتی ہانپتی ان کے پاس پہنچی۔ بڑی پریشان تھی کہ ایک ننھی منی اور وہ بھی مرجھائی ہوئی آنکھ گیزر کا بوجھ کیسے برداشت کرے گی۔ میں یہی سوچ رہی تھی کہ یہ لوگ جو اپنے آپ کو ڈاکٹر کہتے ہیں اور اس آنکھ کا علاج کر رہے ہیں۔ ڈاکٹر تو نہیں ہو سکتے البتہ قصاب کہلا سکتے ہیں۔ جونہی میں ہسپتال کے اندر داخل ہوئی تو ڈاکٹر صاحبان کہنے لگے مبارک ہو آنکھ کا علاج لیزر سے بہت اچھی طرح ہوگیا ہے۔ صالحہ حسین کہتی ہیں کہ میں بڑی حیران ہوئی۔ لیکن مجھے اس بات کی سمجھ آگئی کہ انہیں لیزر کی جگہ گیزر بتایا گیا تھا۔

اسی طرح ایک اور واقعہ بھی ہوا۔ کہتی ہیں کہ میں نے اسی بچی سے آج سے دو سال قبل پوچھا کہ انکی صحت کیسی ہے تو وہ کہنے لگیں کہ میرے معدے میں درد رہتا ہے اور اب اس درد کا علاج ہو گا کیونکہ تشخیص ہو گئی ہے۔ اور اسکی جو تشخیص ہوئی ہے وہ یہ ہے کہ میرے معدے میں وائرلیس ہے صالحہ حسین کہتی ہیں کہ میں بہت حیران تھی کہ معدے میں وائرلیس کس طرح ہو سکتی ہے میں نے طب کی ڈکشنریاں بھی دیکھیں ڈاکٹروں سے بھی پوچھا لیکن سب نے یہی جواب دیا کہ ہم تو معدے میں وائرلیس کا تصور بھی نہیں کر سکتے۔ میں پھر بھاگی بھاگی ان کے پاس گئی وہ کافی دور رہتی تھیں یعنی کسی اور شہر میں۔ ہوائی جہاز کا ٹکٹ لیا۔ خاصی رقم صرف کی۔ اور جب انکے پاس پہنچی تو وہ کہنے لگیں۔ بس آپ فکر نہ کریں۔ تشخیص ہو چکی ہے۔ جب میں ڈاکٹر صاحب سے ملی تو وہ کہنے لگا وائرس ہے اور وائرس کا علاج جلد ہی ہو جائیگا۔ آپ پریشان نہ ہوں۔

دیکھا آپ نے وائرس کو وائرلیس بنا دیا گیا۔

قانونی مشورہ مزارعین کیلئے

پنجاب ٹیننسی ایکٹ مزارعین کی بہبود کے لئے بنایا گیا تھا۔ اس کے مطابق مزارع کو ۶۰ فی صدی اور زمیندار کو فصل کا ۴۰ فی صدی ملتا ہے۔ اگر زمیندار زیادہ لینے کی کوشش کرے تو مزارع کالونی افسر کے پاس شکایت کر سکتا ہے۔ اس بات کا قوی امکان ہے کہ کوئی زمیندار دھونس سے ۴۰ فی صدی سے زیادہ حصہ لینے کی کوشش کرے۔ لیکن حکومتیں قانون بنانے کے علاوہ کیا کر سکتی ہیں۔

۵ اگر مزارع کو غیر قانونی طور پر زمین سے نکالا جائے تو یہ قانون اسے واپس لاکر زمین پر بٹھا سکتا ہے۔ اور اگر مزارع خود زمین چھوڑنا چاہے تو اس صورت میں دو باتیں ہو سکتی ہیں۔ اگر زمین ایک خاص عرصہ کے لئے پٹہ پر لی ہوئی ہو تو یہ عرصہ ختم ہونے پر زمین چھوڑی جا سکتی ہے اور ضرور نہیں کہ وہ اس کے بعد بھی ٹھیکہ پر لے۔ اگر عرصہ مقرر نہیں ہے تو مزارع کو ۱۵ جنوری سے قبل زمیندار کو نوٹس دینا لازمی ہے اگر زمیندار نوٹس لینے سے انکار کرے تو ریونیو افسر کے ذریعہ نوٹس دلوایا جائے۔ اس کے لئے تھوڑی سی رقم بھی دینی پڑتی ہے۔ ڈاک کے اخراجات وغیرہ کے لئے۔ اس کارروائی کے بعد ۱۶ جون سے وہ زمین چھوڑ سکتا ہے۔ ۱۵ جنوری سے پہلے نوٹس دینے کے بعد وہ جون میں چھوڑ سکتا ہے۔ اگرچہ چھوڑ تو وہ پہلے بھی سکتا ہے لیکن پھر جب تک زمیندار کو مزارع نہیں ملے گا اس کے لئے مزارع کو اس کا ہرجانہ دینا پڑیگا سیلاب یا بیماری کی صورت میں حکومت زمیندار کی مدد کرتی ہے نہ کہ مزارع کی۔ البتہ جس نسبت سے زمیندار کی مدد کی جاتی ہے اسی نسبت سے زمیندار کو مزارع کی مدد بھی کرنی چاہیئے۔

حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ فرماتے ہیں

"اگر انسان تکبر چھوڑ دے اور اخلاق اور ملنساری سے پیش آوے تو یہ ایک بھاری معجزہ ہوتا ہے"۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ثناء اللہ بلتستانی

کتاب سے کلاشنکوف تک

پاکستان کی شرح خواندگی بہت کم ہے۔ اور یہ پاکستان کے لئے ترقی کی راہ میں بہت بڑی رکاوٹ ہے۔ گو اب جہالت کو ختم کرنے کے لئے جگہ جگہ سکول کھولے جا رہے ہیں، اور کھولے گئے ہیں لیکن سب سے تشویشناک بات یہ ہے کہ کتابوں کی قیمتیں دن بدن بڑھتی جا رہی ہیں۔ پہلے لوگ اپنے بچوں کو سکول میں داخل کرانا چاہتے تو سکول نہ تھے۔ اب سکول تو بہت ہیں، لیکن کتابوں کی قیمتیں آسمان سے بات کر رہی ہیں جو کتاب آج سے چند سال قبل دو تین روپے میں ملتی تھی وہ آج کل دس بارہ روپے میں ملتی ہے۔

خصوصاً چھوٹی کلاسوں کے لئے جو کتب مقرر ہیں، ان کو بے جا رنگین تصاویر سے مزین کر کے قیمتیں بڑھائی گئی ہیں۔ یوں عوام کا غریب طبقہ یہ کتابیں بالکل نہیں خرید سکتا۔ اور یوں غریب طبقہ کے بچے تعلیم کے نور سے محروم رہ جاتے ہیں۔ اور پاکستان کی اکثریت غریب عوام ہیں۔

اس سلسلے میں، میں سمجھتا ہوں کہ نصابی کتابوں کو رنگین تصاویر سے مزین کرنے کی کوئی ضرورت نہیں، بلکہ جدید علوم سے مزین کرنے کی ضرورت ہے۔ لیکن اگر لازماً ہی کتب کو رنگین تصاویر سے مزین کرنا مقصود ہو تو اس سلسلے میں دو قسم کی کتابیں شائع کی جانی چاہئیں۔

۱۔ رنگین تصاویر سے مزین۔ جاگیرداروں کے بچوں کے لئے۔

۲۔ عام سادہ کاغذ پر۔ جو کہ پاکستان کے غریب عوام خرید سکیں۔

اس طرح بات تو ایک ہی ہوگی۔ لیکن امیر و غریب دونوں طبقوں تک تعلیم پہنچ جائے گی۔ اگر ایسا کیا گیا تو علم کے نور کو پھیلانے کے لئے اور جہالت کو دور کرنے کے لئے ایک اہم قدم ہوگا۔

دوسری بات تعلیم کے معیار کی ہے۔ پہلے کی نسبت بے شک شرح خواندگی میں کچھ اضافہ ضرور ہوا ہے۔ لیکن تعلیم کا معیار بہت گر گیا ہے۔ اس کی وجوہات میں سے ایک تو کورس کی موٹی موٹی کتب سے بچنے کے لئے طلباء کا ٹیسٹ پیپرز کا سہارا لینا ہے۔ موٹی موٹی کتابوں کو دیکھ کر طلباء ڈر جاتے ہیں، کہ یہ سب ہم کیسے پڑھیں گے، اور ہمیں کیسے یاد ہوگا؟ اور ساتھ ہی، ٹیسٹ پیپرز شائع کرنے والے عوام کو ٹھگنے کے لئے من گھڑت باتیں اپنا لیتے ہیں کہ "ہمارے ٹیسٹ پیپرز کا مطالعہ آپ کی کامیابی کو یقینی بنائے گا"۔ یوں طلباء مجبوراً ٹیسٹ پیپرز بھی خریدتے ہیں۔ اور بعض سکولوں میں تو اساتذہ طلباء کو ایسی چیزیں خریدنے پر مجبور کرتے ہیں۔ آج کل ایک اور لعنت بھی درد سر بنی ہوئی ہے۔ اور وہ ہے امتحانات کے قریب گیس پیپرز کی اشاعت۔ ان کی بھی اتنی مشہوری کرتے ہیں، اور طلباء کو یہ باور کرایا جاتا ہے کہ اسی میں سے سوالات امتحان میں آئیں گے۔ یوں طلباء کی ایک کثیر تعداد ان گیس پیپرز کو شائع کرنے والوں کے دھوکے میں آکر انہیں خرید لیتے ہیں۔ لیکن امتحان میں فیل ہو جاتے ہیں۔ یوں بہت سے طلباء تعلیم سے دل برداشتہ ہو کر تعلیم کو خیرباد کہہ جاتے ہیں۔

اس لئے تعلیمی معیار کو بلند کرنے کے لئے کتابوں کو ہلکا کیا جانا چاہئیے۔ اور زیادہ سے زیادہ آسان، فہم زبان میں نصابی کتب کو شائع کرنا چاہئیے۔ اور تمام ٹیسٹ پیپرز اور گیس پیپرز پر پابندی لگا دینی چاہئیے۔ تاکہ طلباء کو زیادہ سے زیادہ اپنی صلاحیتوں کو خود اجاگر کرنے کا موقعہ مل سکے۔ اور اساتذہ کرام کو بھی زیادہ سے زیادہ اپنی صلاحیتوں کو بروئے کار لانے کا موقعہ مل سکے۔

تیسری سب سے اہم بات یہ ہے کہ کسی بھی طالب علم کی صلاحیتوں کو اجاگر کرنے کے لئے ضروری ہے کہ طلباء اور اساتذہ کی آپس میں ذہنی ہم آہنگی ہو۔ لیکن اس دور میں طلباء اور اساتذہ کے درمیان ایک بہت بڑی خلیج پیدا ہو چکی ہے۔ اس کی وجہ میں تو سمجھتا ہوں کہ اساتذہ کرام خود ہی ہیں۔ کیونکہ اساتذہ کرام اب طلباء پر کوئی توجہ نہیں دیتے۔ اس کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ آج کل کے اساتذہ تدریس کو پیشے کے طور پر اپناتے ہیں اور شائد ایک فی صد ایسے ہوں گے جو اس نیت سے تدریس کے شعبے میں آئے ہوں گے کہ ملک سے جہالت کو دور کرنا ہے۔ اور قوم کو علم کے نور سے منور کرنا ہے۔

اس کے ساتھ ساتھ اساتذہ کا طلباء کے ساتھ وہ رویہ نہیں ہے، جو کہ ایک استاد کا ایک طالب علم کے ساتھ ہونا چاہیئے۔ بلکہ بہت سے اساتذہ صرف طلباء پر اپنا رعب جمانے کے لئے ترش رویہ اپناتے ہیں، طلباء کی معمولی معمولی باتوں پر سختی سے سخت سزائیں دینا بھی بعض اساتذہ اپنا اولین فرض سمجھتے ہیں

اپنی طرف سے تو وہ طلباء میں اپنا رعب اور وقار بڑھا رہے ہوتے ہیں۔ لیکن طلباء ان کے ایسے رویے سے نہ صرف تعلیم سے بددل ہو رہے ہوتے ہیں، بلکہ اساتذہ کے لئے ان کے دلوں میں نفرت کی ایک آگ بھی پیدا ہو جاتی ہے، جس کے نتیجہ میں وہ اساتذہ کا مقام و مرتبہ نہیں پہچانتے۔ اور نہ ہی ان کی عزت و تکریم کرتے ہیں۔

اس کا ذمہ دار کون ہے؟ اساتذہ یا طلباء؟ ہمارے سامنے بھی ایسے واقعات ہوئے ہیں کہ صرف سبق یاد نہ کرنے پر طلباء کو درختوں سے لٹکا کر پیٹا گیا ہے۔ اور بعض طلباء کو اتنا پیٹا گیا کہ انہوں نے ہمیشہ ہمیشہ کیلئے تعلیم کو خیرباد کہہ دیا۔

اس لئے سب سے پہلے طلباء اور اساتذہ کے درمیان اس خلیج کو پاٹنے کے لئے پہل اساتذہ کو کرنی چاہیئے اور شفقت، محبت اور پیار سے اپنی صلاحیتوں کے ذریعے ان کو علم سکھانا چاہیئے۔ کیونکہ پیار اور محبت ہی سب سے بڑا ہتھیار ہے کسی بھی چیز کو فتح کرنے کے لئے۔ سختی نہیں۔

اگر اساتذہ کو ٹریننگ کے دوران یہ باور کرایا جائے کہ انہیں ہی ملک سے جہالت دور کرنا ہے، علم کا نور پھیلانا ہے۔ تو بہت اچھا ہوگا۔ سب سے بڑی بات تو یہ ہے کہ اگر اساتذہ کے دل میں جذبہ اور اخلاص پیدا ہو جائے تو پھر کوئی مشکل پیش نہیں آسکتی۔

اور ایک اہم اور بڑا مسئلہ تعلیمی سال کا ہے۔ خصوصاً چند سالوں سے پاکستان میں تعلیمی سال میں مسلسل تبدیلیاں آرہی ہیں۔ شائد محکمہ تعلیم والے یہ سوچ کر یہ تبدیلیاں کر رہے ہوں کہ تعلیمی نظام میں بہتری ہو۔ لیکن طلباء کی تعلیم کا تو بیڑہ غرق ہو رہا ہے۔ اور یہ تبدیلیاں اب بھی جاری ہیں۔ اور اس سے طلباء بھی بہت پریشان اور فکرمند ہیں۔

اسی طرح موسم گرما کی تعطیلات کا نظام بھی بہت ہی قابل فکر ہے۔ گرمیوں کے اڑھائی تین ماہ جو موسم گرما کی تعطیلات کے ہوتے ہیں۔ اس میں بھی طلباء کو مقید اور پریشان رہنا پڑتا ہے۔ اکثر سکولوں میں اتنا لکھنے کا کام دیا جاتا ہے کہ طلباء کو یاد کرنے کا وقت ہی نہیں ملتا۔ اور بعض طلباء تو کام کی زیادتی کو دیکھ کر ہی ڈر جاتے ہیں۔ اور چھٹیوں کا کام کرتے ہی نہیں۔ ان چھٹیوں میں طلباء کو سبق یاد نہیں ہوتا۔ بلکہ چھٹیوں سے پہلے جو کچھ پڑھا ہو وہ بھول ضرور جاتا ہے۔ پھر ان طویل چھٹیوں کے بعد جب سکول، کالج کھلتے ہیں تو پھر اکثر طلباء تو نہ صرف گذشتہ اسباق کو بھول چکے ہوتے ہیں بلکہ پڑھائی سے بھی دل اچاٹ ہو چکا ہوتا ہے۔ یوں ان کو دوبارہ پڑھائی کی طرف باقاعدہ متوجہ کرنے کے لئے بہت دیر لگتی ہے۔

اس لئے بہتر یہی ہے کہ ان طویل چھٹیوں سے پہلے سالانہ امتحانات ہوں۔ اور پھر چھٹیاں۔ اور انہی چھٹیوں میں نتیجہ نکلے۔ ان چھٹیوں کے بعد پھر نئی کلاسوں میں بیٹھ کر پڑھائی کا آغاز کیا جائے تو تعلیمی معیار بہت بہتر ہو سکتا ہے۔

بہت سے اساتذہ کا خیال ہے کہ "یہ چھٹیاں ہی طلباء کے بگاڑنے اور بنانے کی بنیاد ہوتی ہیں۔"

اسی طرح ایک نہایت ہی اہم مسئلہ کالجوں میں امن کا ہے۔ ہمارے ملک میں اکثر طلباء یونینوں کا تعلق سیاسی جماعتوں کے ساتھ ہے۔ اس طرح جو سیاسی میدان میں مختلف سیاسی جماعتوں کی آپس میں چپقلش اور نظریاتی اختلاف ہے۔ وہی قدرتی طور پر طلباء میں بھی آجاتے ہیں۔ اور طلباء کو ایک کالج میں اور ایک کلاس میں پڑھتے ہوئے بھی ایک دوسرے کے دشمن بنا دیتے ہیں۔ اور بات سیاسی منافرت تک ہی نہیں بلکہ پھر جھگڑا فساد تک پہنچ جاتی ہے۔ اور کئی بے گناہ طلباء دوسرے طلباء کے ہاتھوں مارے جاتے ہیں۔ اور پھر تعلیمی ادارے مہینوں بند رہتے ہیں۔

تعلیمی اداروں میں اسلحہ کی بہتات ہے اور بعض کالج اور یونیورسٹیاں تو اسلحہ خانے کا نقشہ پیش کر رہے ہوتے ہیں۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

میں سمجھتا ہوں کہ طلباء کے ہاتھوں سے کتاب چھین کر کلاشن کوف تھمانے میں سیاسی جماعتوں کا بہت دخل ہے۔

میرے خیال میں سٹوڈنٹس یونین ایک کالج میں صرف ایک ہی ہونی چاہیئے۔ اور اس یونین کا مقصد صرف اور صرف طلباء کے تعلیمی مسائل حل کرنا، اور مسائل سے حکام کو آگاہ کرنا، اور حل کرنے کی طرف توجہ دلانا ہو۔

اور اس ضمن میں متعلقہ اداروں کو بھی چاہیئے کہ طلباء کے مسائل کو حل کریں۔ اس طرح کافی حد تک تعلیمی اداروں سے بدامنی دور کی جا سکتی ہے۔

بابائے قوم حضرت قائداعظم نے نصیحت کرتے ہوئے فرمایا

"میرے نوجوان دوستو! طلباء جو اس وقت یہاں موجود ہیں۔ مجھے ایک ایسے شخص کی حیثیت سے جو دس سال تک محبت و خلوص اور وفاکیشی کے ساتھ آپ کی خدمات کرتا رہا ہے، کچھ کہنے کی اجازت دیجئے۔ میں آپ کو خبردار کرنا چاہتا ہوں کہ آپ کسی سیاسی پارٹی کا آلۂ کار بن گئے تو یہ آپ کی زندگی کی سب سے بڑی غلطی ہوگی۔ یاد رکھئے کہ انقلابی تبدیلی رونما ہو چکی ہے۔ اب ہماری اپنی حکومت ہے۔ ہم ایک آزاد اور خودمختار مملکت بنا چکے ہیں۔ اس لئے اب ہمیں آزاد لوگوں کی طرح ہی عمل کرنا چاہیئے۔ اور اسی طریقہ پر اپنے معاملات کا انتظام کرنا چاہیئے۔ کیونکہ اب کسی غیر ملکی طاقت کے زیر اثر ہم پر کوئی دباؤ یا تشدد نہیں ہے۔ ہم نے غلامی کی زنجیریں توڑ دی ہیں۔ اور قید کی بیڑیاں کاٹ چکے ہیں۔"

(ڈھاکہ 21 مارچ 1948ء)

1944ء کو قائداعظم نے طلباء کو یہ نصیحت فرمائی کہ

"محض کتابوں کا کیڑا نہیں بننا چاہیئے۔ رٹ کر محض امتحان پاس کرنے کی بجائے وسیع تر علم حاصل کرنا چاہیئے، اور نعرہ بازی سے دور رہنا چاہیئے۔"

قیام پاکستان کے بعد بھی طلباء کو تعلیم کی طرف توجہ دلائی اور فرمایا ۔

"آپ تعلیم پر پورا دھیان دیں۔ اپنے آپ کو عمل کے لئے تیار کریں۔ یہ آپ کا پہلا فریضہ ہے۔ آپ کی تعلیم کا ایک حصہ یہ بھی ہے کہ آپ دور حاضر کی سیاست کا مطالعہ کریں۔ یہ دیکھیں کہ آپ کے گرد دنیا میں کیا ہو رہا ہے۔ دنیا اتنی تیزی سے آگے بڑھ رہی ہے کہ اگر آپ نے اپنے آپ کو تعلیم یافتہ نہ بنایا تو نہ صرف یہ کہ آپ پیچھے رہ جائیں گے، بلکہ خدانخواستہ بالکل ختم ہو جائیں گے۔ تعلیم کی اشاعت کے لئے بڑی سے بڑی قربانی سے بھی دریغ نہیں کرنا چاہیئے۔ اس مقصد کی خاطر جتنی بھی بڑی مصیبتیں جھیلی جائیں کم ہیں۔"

(کراچی 26 ستمبر 1947ء)

وصایا

ضروری نوٹ:- مندرجہ ذیل وصایا مجلس کارپرداز کی منظوری سے قبل اس لئے شائع کی جارہی ہیں کہ اگر کسی شخص کو ان وصایا میں سے کسی کے متعلق یا کسی جہت سے کوئی اعتراض ہو تو دفتر بہشتی مقبرہ کو پندرہ یوم کے اندر اندر تحریری طور پر ضروری تفصیل سے آگاہ فرمائیں۔

سیکرٹری
مجلس کارپرداز - ربوہ

مسل 27872 میں بہار الدین MUCHTAR ولد MUCHTAR HAMID پیشہ ٹیچر عمر 56 سال بیعت 1962ء ساکن انڈونیشیا بقائمی ہوش و حواس بلاجبر و اکراہ آج بتاریخ 25/6/90 میں وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کے 1/10 حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی اس وقت میری کل جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کی تفصیل حسب ذیل ہے جس کی موجودہ قیمت درج کر دی گئی ہے - (1) مکان مع زمین مالیتی 15.000.000/- روپے (2) ایک کار مالیتی 2.000.000/- روپے اس وقت مجھے مبلغ 200.000/- روپے ماہوار بصورت تنخواہ مل رہے ہیں۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی 1/10 حصہ داخل صدر انجمن احمدیہ کرتا رہوں گا اور اگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کرتا رہوں گا۔ اور اس پر بھی وصیت حاوی ہوگی - میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔ العبد - بہار الدین MUCHTAR انڈونیشیا - گواہ شد نمبر1 - AISYAH S/O HARUN RASYID انڈونیشیا گواہ شد نمبر2 ZINAT HAYATI پسر موصی -

مسل 27873 MRS. NURLAELA NASEER AHMAD W/O DADANG NASEER AHMAD پیشہ خانہ داری عمر 18 سال بیعت جون 1987ء ساکن انڈونیشیا بقائمی ہوش و حواس بلاجبر و اکراہ آج بتاریخ 3/5/1990 میں وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کے 1/10 حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی اس وقت میری کل جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کی تفصیل حسب ذیل ہے جس کی موجودہ قیمت درج کر دی گئی ہے - (1) گھڑی سٹیزن مالیتی 20.000/- روپے (2) نیکلس 3 گرام 22 کیرٹ مالیتی 60.000/- روپے (3) طلائی انگوٹھی مع ہیرہ کے مالیتی 29.000/- روپے (4) حق مہر 350.000/- روپے - اس وقت مجھے مبلغ 30.000/- روپے ماہوار بصورت جیب خرچ مل رہے ہیں - میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی 1/10 حصہ داخل صدر انجمن احمدیہ کرتی رہوں گی - اور اگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کرتی رہوں گی - اور اس پر بھی وصیت حاوی ہوگی - میری یہ وصیت تاریخ منظوری سے منظور فرمائی جائے - الامۃ NURLAELA NASEER AHMAD انڈونیشیا - گواہ شد نمبر1 SAYUTI AZIS AHMAD SY. انڈونیشیا گواہ شد نمبر2 - MAKSUM AHMAD SY. ولد عبداللہ انڈونیشیا -

مسل 27874 میں DADANG نصیر احمد ولد عمر صاحب پیشہ مربی عمر 26 سال بیعت 1982ء ساکن انڈونیشیا بقائمی ہوش و حواس بلاجبر و اکراہ آج بتاریخ 3/5/90 میں وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کے 1/10 حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی اس وقت میری کل جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کی تفصیل حسب ذیل ہے جس کی موجودہ قیمت درج کر دی گئی ہے - (1) ایک گھڑی سٹیزن مالیتی 20.000/- روپے - اس وقت مجھے مبلغ 57.000/- روپے ماہوار بصورت تنخواہ مل رہے ہیں - میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی 1/10 حصہ داخل صدر انجمن احمدیہ کرتا رہوں گا - اور اگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کرتا رہوں گا - اور اس پر بھی وصیت حاوی ہوگی - میری یہ وصیت تاریخ منظوری سے منظور فرمائی جائے - العبد DADANG نصیر احمد ولد عمر صاحب انڈونیشیا - گواہ شد نمبر1 - SAYUTI AZIS AHMAD.SY. انڈونیشیا - گواہ شد نمبر2 - MAKSUM AHMAD.SY. ولد عبداللہ صاحب انڈونیشیا -

مسل 27875 میں ناصر احمد ولد BARNAS پیشہ طالب علم جامعہ عمر 23 سال بیعت 1982ء ساکن انڈونیشیا بقائمی ہوش و حواس بلاجبر و اکراہ آج بتاریخ 28/5/90 میں وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کے 1/10 حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی اس وقت میری جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کوئی نہیں ہے - اس وقت مجھے مبلغ 5000/- روپے ماہوار مل رہے ہیں - میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی 1/10 حصہ داخل صدر انجمن احمدیہ کرتا رہوں گا - اور اگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کرتا رہوں گا - اور اس پر بھی وصیت حاوی ہوگی - میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے - العبد - ناصر احمد انڈونیشیا - گواہ شد نمبر1 - HAMID MACHMUD انڈونیشیا - گواہ شد نمبر2 SULAIMAN انڈونیشیا -

---

حضرت امام جماعت احمدیہ (الرابع) ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

پردہ عورتوں کی عفت کی حفاظت کے لئے ہے - کسی بھی انسانی دائرہ میں خواتین کی بامعنی اور صحت مند شرکت میں روک نہیں بنتا - یہ بات ہے جو سمجھائی جانی ضروری ہے

اگر والدین اس روح کو اختیار نہیں کر رہے - تو اولاد ان سے ایک - دو - تین اور دس قدم آگے جا سکتی ہے -

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مولانا محمد منور

دو مفید تربیتی ادارے

یوں تو ہماری جماعت میں بہت سے مفید اداروں کا قیام ہو چکا ہے۔ لیکن دو ادارے جن سے میں نے براہ راست اور بکثرت فائدہ اٹھایا ہے وہ خدام الاحمدیہ اور تحریک جدید ہیں خدام الاحمدیہ کے زیر انتظام بچوں اور نوجوانوں کو سچ بولنے، ہاتھ سے کام کرنے اور مخلوق کی خدمت کرنے کی خصوصی تربیت دی جاتی ہے۔ اس تنظیم کے ذریعے بچپن اور نوجوانی کے ایام ہی میں ذمہ داری کا احساس دلایا جاتا ہے۔ جب بعض خدمات نوجوانوں کے سپرد کی جائیں اور انہیں بتا دیا جائے کہ یہ کام انہوں نے خود کرنے ہیں تو ان میں کام کی ہمت، حوصلہ اور ذہانت پیدا ہو جاتی ہے اور زندگی بھر وہ کسی قسم کے حجاب یا ہچکچاہٹ کے بغیر کام کرتے چلے جاتے ہیں اور ان کے کام میں حسن پیدا ہو جاتا ہے۔

تحریک جدید اس سے بھی کچھ قدم آگے لے جاتی ہے۔ خدام الاحمدیہ کے ماتحت تو تھوڑا سا وقت قربان کرنے کی تربیت دی جاتی ہے اور معمولی ذمہ داریوں کا بوجھ نوجوانوں کے کندھوں پر ڈالا جاتا ہے۔ لیکن تحریک جدید کے ذریعہ ساری زندگی ہی خدا تعالیٰ اور اسکے بندوں کی خاطر وقف رکھنے کا سبق دیا جاتا ہے۔ اور دینی اور جماعتی بڑی بڑی خدمات ایک واقف زندگی کے سپرد کی جاتی ہیں۔

ہماری جماعت کے یہ دونوں ادارے باہم گہرا تعلق رکھتے ہیں اور انتہائی مفید ہیں مجھے جب جوانی میں باہر بھجوایا گیا تو دل میں انشراح کی کیفیت تھی۔ خدمت کا بھرپور جذبہ اپنے جوبن پر تھا اور کوئی مشکل میری راہ میں رکاوٹ پیدا نہیں کر سکتی تھی۔ اپنے ذاتی کام بڑی خوشی اور آسانی سے کر لیتا تھا خدا تعالیٰ کے فضل سے دل ہر قسم کے انقباض سے خالی رہا۔ میں سمجھتا ہوں کہ خدام الاحمدیہ کے ماتحت ابتدائی تربیت اور تحریک جدید کے زیر انتظام اعلیٰ تربیت ہی کا نتیجہ تھا کہ کوئی مشکل کام بھی کبھی مشکل معلوم نہ ہوا۔

جب میں کینیا کے ملک میں تھا اور کسوموں کے علاقہ میں کام پر متعین تھا تو حکم ملا کہ سالانہ کانفرنس کے لئے نیروبی آؤں اور سفر پر کم از کم خرچ ہو۔ کسوموں سے ریل گاڑی رات کو چلتی تھی اور منہ اندھیرے نیروبی سٹیشن پر پہنچ جاتی تھی۔ میں نے تیسرے درجہ کا ٹکٹ خریدا۔ راستے میں مقامی لوگوں سے باتیں کرتا اور پمفلٹ تقسیم کرتا رہا۔ نیروبی سٹیشن پر پہنچ کر لاٹھی بستر میں ڈال کر بستر کندھے پر رکھا اور دو ڈھائی میل کا سفر پیدل کر کے صبح صبح دارالجماعت پہنچ گیا کسی قسم کی تکان کا نام ونشان نہ تھا۔

کسوموں کا علاقہ خاصا گرم ہے دیہات میں ٹرانسپورٹ کا بھی انتظام نہیں تھا۔ بارش اور دھوپ میں بلا خوف وخطر اپنے کام میں مگن رہتا تھا اور کسی مشکل یا تکلیف کا احساس تک نہ تھا۔ بلکہ دل میں خوشی اور انشراح تھا اور خدمت کا جذبہ زیادہ سے زیادہ کام کرنے پر آمادہ رکھتا تھا۔ یہ محض اسی تربیت کا اثر تھا جو مرکز احمدیت قادیان میں رہ کر حاصل کی گئی۔ بعد میں اللہ تعالیٰ نے ہوائی جہاز اور ایئر کنڈیشنڈ کاریں بھی سفر کرنے کے مواقع بہم پہنچائے۔ یہ بھی خدام الاحمدیہ اور تحریک جدید کی برکات ہی کا ایک حصہ تھا اللہ تعالیٰ ان اداروں اور سلسلہ احمدیہ کے باقی تمام اداروں کو اعلیٰ کارکردگی کی توفیق بخشے!

ہمیں اپنی فیکٹری کے لئے درج ذیل آسامیوں کی ضرورت ہے۔
۱۔ آفس ورک (کلرک) تعلیم میٹرک۔ لکھائی خوشخط۔ عمر ۲۸ تا ۴۰ سال ہو۔
۲۔ آٹو پارٹس ربڑ مولڈر
میاں بھائی
۱۰۔ منٹگمری روڈ۔ لاہور
فون:۔ ۲۲۳۳۷۲ ۔ ۲۲۳۳۷۳

خبریں

ملکی خبریں

○ ضمنی انتخابات کے دوران جمعرات کو جھنگ میں مشہور سنی لیڈر اور ممبر قومی اسمبلی مولانا ایثار القاسمی کو قتل کر دیا گیا۔ اس کے بعد سارے شہر میں فرقہ وارانہ فسادات شروع ہو گئے۔ دو افراد اسی دن مارے گئے۔ جمعہ کے روز فائرنگ سے ۲ افراد مزید ہلاک ہو گئے۔ سینکڑوں مکانات اور دکانیں نذر آتش کر دی گئیں۔ جھنگ میں کرفیو نافذ ہے۔ ملک کے دوسرے شہروں سے بھی مظاہروں اور احتجاجی جلسوں کی خبریں ملی ہیں۔

○ ۱۰ دسمبر کو ہونے والے ضمنی انتخابات میں آئی جے آئی نے قومی اسمبلی کی سات اور صوبائی اسمبلی کی گیارہ نشستیں جیت لی ہیں۔ پی ڈی اے نے تین نشستوں پر کامیابی حاصل کی ہے۔ نوابزادہ نصر اللہ خان نے جو ایک مرتبہ پھر ہار گئے ہیں کہا ہے کہ مجھے انتظامیہ نے سازش کر کے ہرایا ہے پی ڈی اے کی رہنما بے نظیر بھٹو صاحبہ نے کہا ہے کہ سندھ میں پولیس بیلٹ پیپروں پر مہریں لگاتی رہی۔ چیف الیکشن کمشنر کے نام ہمارے تار بھی کچھ نہ کر سکے۔

○ بری افواج کے کور کمانڈروں کا ایک اہم اجلاس ۱۵ جنوری کو گوجرانوالہ میں ہو رہا ہے۔ جس میں داخلی اور خارجی صورت حال کی روشنی میں اہم فیصلے کئے جائیں گے۔ چیف آف سٹاف صدارت کریں گے۔

○ لاہور میں غنڈہ گردی کے تین مختلف واقعات میں ۲ کمسن بچے ہلاک اور متعدد افراد زخمی ہو گئے۔

○ مشترکہ مفادات کی کونسل کا اجلاس ہفتہ کو اسلام آباد میں ہو رہا ہے جس میں چاروں صوبوں کے نمائندے شریک ہوں گے اگر صوبوں کے درمیان پانی کی تقسیم پر اتفاق رائے ہو گیا تو پاکستان اس سال ۲۰ ارب روپے کے قومی نقصان سے محفوظ ہو جائے گا۔

غیر ملکی خبریں

○ اقوام متحدہ کے سیکرٹری جنرل خلیج کو جنگ سے بچانے کے آخری مراحل کی کوششوں کے سلسلہ میں عراقی صدر سے مذاکرات کر رہے ہیں۔ اس سے پہلے انہوں نے متعدد یورپی لیڈروں اور اردن کے شاہ حسین سے بھی ملاقات کی ہے

○ امریکہ اور اس کی اتحادی افواج نے اپنی مشقیں مکمل کر لی ہیں اور اب وہ عراق پر حملہ کرنے کے لئے تیار ہیں۔ امریکی دفاعی ادارے نے ایک کمپنی کو ۱۷ ہزار پلاسٹک کے کفن نما تھیلے تیار کرنے کا آرڈر دیا ہے تاکہ خلیج کی جنگ میں مرنے والے امریکی فوجیوں کی لاشوں کو ان میں ڈال کر امریکہ لایا جا سکے۔

○ روسی فوج نے اپنی ریاست لتھوانیا کے محکمہ دفاع کے ہیڈ کوارٹر پر قبضہ کر لیا ہے۔ ریاست کے ہزاروں باشندے رات سڑکوں پر کھڑے رہے تاکہ فوج مزید عمارتوں پر قبضہ نہ کر سکے۔ صدر بش اور دوسرے مغربی لیڈروں نے روس کو طاقت کے استعمال سے باز رہنے کی اپیل کی ہے۔

○ بھارتی پارلیمنٹ کے سپیکر نے پارٹی بدلنے کی بنا پر آٹھ ممبران کو نا اہل قرار دیدیا ہے۔ ان ممبران پارلیمنٹ میں وزیر خارجہ سمیت پانچ وزراء بھی شامل ہیں۔ سپیکر کے فیصلہ کے خلاف کسی عدالت میں اپیل نہیں ہو سکتی۔

○ فلسطینیوں کو جلا وطن کرنے کے حالیہ واقعات کی مذمت کرنے کے لئے سلامتی کونسل کا ہنگامی اجلاس بلانے کے لئے سلامتی کونسل کے اراکین نے صلاح مشورہ کیا ہے۔

قدرت ثانیہ کے مظہر اول کے مشہور شاگرد حضرت حکیم نظام جان کا
مشہور دواخانہ رجسٹرڈ
بے اولاد ۔ نرینہ اولاد سے محروم
اٹھراء ۔ بچوں کا سوکھا پن
ربوہ فون ۹۰۶ ، گوجرانوالہ فون ۴۸۴۴
قلعہ کالروالہ، لاہور، ملتان، کراچی